

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء

(أَسْمَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا  
أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي  
يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ.

محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں: میں محمد  
ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور حاشر ہوں  
کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے اور میں پیچھے آنے والا ہوں۔

### وضاحت

اس روایت کے متعلق شارحین یہ کہتے ہیں کہ اس میں پانچ کی تعداد تعین کے لیے نہیں، بلکہ صرف کثرت کو بیان  
کرنے کے لیے ہے، اسی لیے صوفی حضرات کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی سوناں ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے محمد اور احمد دو نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔ آپ کا نام احمد قدیم صحیفوں میں چلا آ رہا ہے اور قرآن مجید نے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جہاں تک حاجی، حاشر اور عاقب کے الفاظ کا تعلق ہے، تو یہ اسم یا نام نہیں، بلکہ صفات ہیں۔ اسم کسی ذات کو متعین طریقے پر بتاتا ہے اور اس کے ساتھ صفات کا رابطہ جوڑا جاسکتا ہے اور وہ اسم ان صفات کا موصوف بن سکتا ہے، لیکن کسی شخص کی صفت کو اس کا نام قرار دینا صحیح نہیں، ورنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تو بالموئین روف رحیم بھی ہے۔ اگر صفت کی بنیاد پر حضور اپنا نام بتاتے تو آپ یہ فرماتے کہ میرا نام روف بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور یہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اسی طرح قرآن میں خاتم النبیین کی صفت بھی حضور کے لیے آئی ہے۔ آپ اس کو بھی اپنا نام قرار دے سکتے تھے، لیکن اس روایت کی رو سے آپ نے چند بے معنی الفاظ کو تو اپنا نام بتا دیا، لیکن بامعنی الفاظ کو نہیں بتایا، حالانکہ وہ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ حاشر کہ جس کے قدموں پر لوگ جمع کیے جائیں گے، بالکل من گھڑت بات ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے: **يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْوُجُوهَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ**، جس روز تمام رسولوں کو، جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں، اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا تو ان سے پوچھے گا کہ تم نے کیا دعوت دی تھی اور تمھاری قوم نے کیا جواب دیا تھا؟ تو سب کہیں گے کہ آپ نے جو فرمایا تھا، وہ ہم نے کہا۔

باقی ہماری قوموں نے جو کیا، وہ ہمیں نہیں معلوم۔ انھوں نے جو کچھ کیا، آپ جانتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ بہترین موقع تھا جہاں اللہ تعالیٰ بتا دیتا کہ میں لوگوں کو رسولوں کے قدموں پر جمع کر دوں گا، لیکن وہاں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء و رسل کو اکٹھا کرے گا۔ عاقب سے زیادہ موزوں لفظ خاتم تھا، کیونکہ قرآن مجید میں آپ کے لیے **خَاتَمَ النَّبِيِّينَ** کا لفظ آیا ہے۔ باقی رہ گیا کہ آپ کفر کو مٹانے والے ہیں، اس لیے آپ کا نام حاجی ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی فعل سے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو، اسم نہیں بن سکتا۔ اگر ہر فعل سے اسم بنانے لگیں تو اس میں بہت خطرے ہیں۔ مثلاً نعوذ باللہ، اس طریقہ سے آپ اللہ تعالیٰ کا نام **مُضِلُّ** بھی رکھ سکتے ہیں اور **مَکْرُ** بھی، کیونکہ قرآن میں **يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ** اور **يَمْكُرُ اللَّهُ** بھی آیا ہے۔ یہ بہت خطرناک طریقہ ہے اور لوگوں نے یہی غلطی کی بھی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آپ اپنے جی سے اللہ تعالیٰ کے نام نہیں

\* المائدہ ۵: ۱۰۹۔

\*\* الاحزاب ۳۳: ۴۰۔

\*\*\* النحل ۱۶: ۹۳۔

\*\*\*\* الانفال ۸: ۳۰۔

رکھ سکتے۔ قرآن مجید میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اُس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ — محمد اور احمد — اللہ تعالیٰ نے خود بتائے ہیں۔ آپ کے یہی دو نام ہیں۔ باقی آپ کی جتنی صفات یا جتنے افعال ہیں، ان سے آپ کے نام نہیں بن سکتے۔

یہ روایت ابن شہاب کے ذریعہ سے آئی ہے اور بالکل غلط ہے۔

(تذبر حدیث ۵۴۳-۵۴۴)

”آدمی جب بھوکا پیاسا ہو تو قاعدہ ہے کہ اس کا غصہ بڑھ جایا کرتا ہے۔ جہاں کوئی بات ذرا بھی اس کے مزاج کے خلاف ہوئی، فوراً اس کو غصہ آ جاتا ہے۔ روزے کے مقاصد میں سے یہ چیز بھی ہے کہ جن کی طبیعتوں میں غصہ زیادہ ہو، وہ روزے کے ذریعہ سے اپنی طبیعتوں کی اصلاح کریں، لیکن یہ اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آدمی روزے کو اپنی طبیعت کی اس خرابی کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ اگر وہ اس کو اپنی طبیعت کی اصلاح کا ذریعہ نہ بنائے تو اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ روزہ اس پہلو سے اس کے لیے مفید ہونے کے بجائے الٹا مضر ہو جائے، یعنی اس کی طبیعت کا اشتعال کچھ اور زیادہ ترقی کر جائے۔ جو شخص اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ جب اس کی طبیعت میں اشتعال پیدا ہو یا کوئی دوسرا اس کے اندر اس اشتعال کو پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ فوراً اس بات کو یاد کرے کہ اَنَا صَائِمٌ“ (میں روزے سے ہوں)، اور یہ چیز روزے کے مقصد کے بالکل منافی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے آدمی کو غصے پر قابو پانے کی تربیت ملتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تربیت اس کے مزاج کو بالکل بدل دیتی ہے، یہاں تک کہ اس کو اپنے غصے پر اس حد تک قابو حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کو وہ ہیں استعمال کرتا ہے جہاں وہ اس کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔“ (تزکیہ نفس، مولانا امین احسن اصلاحی ۲۴۹)